صراط مستقیم پر چلو خدا تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ مئی ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم نے مسلمان کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔ سب سے کمزور وہ مسلمان ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور اس کے علم میں ہے یہ بات کہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ اپنے آپ کو اگر چاہو تو مسلمان کہہ سکتے ہو۔ اور دوسری طرف اس مسلمان کا ذکر ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کے گروہ میں داخل ہے۔ ان کے درمیان بھی بعض ایسے مسلمان کہلانے والوں کا یا جن کو اللہ تعالیٰ نے دائرہ اسلام میں داخل سمجھا ہے، ذکر ہے جو ان دو کے درمیان آتے ہیں۔

سورۃ حج کی آخری دو آیات میں مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اور وہ مومن جو مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا سے ذرا کم درجے کے ہیں، وہ دونوں ہی داخل ہو جاتے ہیں لیکن وہاں مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی بہت زبردست تفسیر کی ہے خود قرآن کریم نے اپنی زبان میں۔

آخری سے پہلی آیت میں یہ ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو! جو اپنے آپ کو مومن کہتے ہو یا ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہو رکوع اور سجدہ کرو۔ وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اپنے رب کی عبادت ان تمام عبادات کے احکام کے ماتحت کرو جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

فرمایا ہے یعنی حقوق اللہ کو ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اپنی قوت اور استعداد اور سمجھ اور صلاحیت کے مطابق وَافْعَلُوا الْخَيْرَ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق سے بھلائی کا سلوک کرو۔

دوسری جگہ فرمایا تھا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰلِ عمران :۱۱۱) تم خیر امت اس لئے ہو کہ لوگوں کی خیر کے لئے تمہیں قائم کیا گیا ہے۔ اگر تم حقوق اللہ کو ادا کرو گے اور حقوق العباد کو بھی اپنی طاقت کے مطابق ادا کرو گے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تو تم ایسی فلاح اور کامیابی کا حاصل کرو گے جو تمہاری زندگی کا آخری مقصد ہے۔ آخری آیت میں پھر فرمایا وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ (الحج:۷۹) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ یہ جہاد جس کا اسلام حکم دیتا ہے یہ تین شقوں پر مشتمل ہے۔

ایک جہاد ہے جس کا تعلق خود انسان کے اپنے نفس کے ساتھ ہے کہ وہ انتہائی کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو قوتیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں ان کو الٰہی منشاء کے مطابق اور قرآن کریم کے احکام کے نیچے چلتے ہوئے کمال نشوونما تک پہنچائے۔ یہی نیکی ہے حقیقتاً۔ جو بہترین نیکی کی تعریف قرآن کریم میں مجھے نظر آئی، ہوسکتا ہے کہ کسی اور کو کوئی اور نظر آ جائے بہر حال جو مجھے نظر آئی وہ یہی ہے کہ جو قوت اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو دی ہے اسے الٰہی منشاء کے مطابق نشوونما دینا اور استعمال کرنا، یہ نیکی ہے۔

خدا تعالیٰ نے مثلاً جسمانی طاقتیں دیں۔ نیکی یہ ہے کہ جسمانی طاقتوں کی نشوونما، اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت کی جائے۔ اب یورپین اقوام اپنی جسمانی طاقتوں کی نشوونما کے لئے سؤر کا گوشت اور اس کی چربی استعمال کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف وہ ایسا کرتے ہیں اور خود ان کے محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جسمانی طور پر وہ نقصان اٹھاتے ہیں اور یہ نقصان دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسا نقصان جو ہر سؤر کھانے والے کو نہیں پہنچتا لیکن امکان ہے کہ ہر سؤر کھانے والے کو نقصان پہنچ جائے لیکن بعض کو پہنچ جاتا ہے۔ ایک خاص بیماری ہے بڑی خطرناک قسم کی جو سؤر کے گوشت کے کھانے سے انسان میں پیدا ہوتی ہے اور ایک نقصان یہ ہے کہ جو ساروں ہی کو پہنچتا ہے اور وہ یہ کہ غذائیت پر خود اِن لوگوں نے جو ریسرچ کی تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ غذائیں انسان کے اخلاق پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سؤر کا گوشت یا اس کی چربی

کھانے سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صرف سؤر کا گوشت اور اس کی چربی کھانے سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے کیونکہ یورپ میں اور اسلام سے باہر دوسری اقوام میں ایسی قومیں بھی ہیں جو سؤر کا گوشت اور چربی نہیں کھاتیں اور بداخلاقی میں شاید دوسروں سے بھی بڑھی ہوئی ہیں اَور وجوہات بیچ میں آتی ہیں ہزارہا ایسی چیزیں ہیں جن سے بچنے کی کوشش انسان کو کرنی چاہیئے وہ نہیں بچتے۔ تو جسمانی طاقت کی نشوونما کے لئے خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنا ضروری ہے ورنہ جسمانی طاقتوں کے استعمال میں غلطیاں سرزد ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے یہ ایک بہت بڑا نظام قائم کیا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اس کا ملاپ ہے اور بڑا زبردست ملاپ ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اخلاقی طاقتیں بھی دیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اعلان کیا کہ انسان کو جو اخلاقی صلاحیتیں دی گئیں، ان کا تعلق ہر دوسرے انسان کے ساتھ ہے۔ رحمۃ للعالمین ہمارے لئے یہ پیغام الٰہی لے کر آئے۔ پس انسان کو جو اخلاقی طاقت دی گئی، اس کا استعمال رحمۃ للعالمین کے نقش قدم پر چلنے کے ساتھ ہونا چاہیئے یعنی کسی میں امتیاز نہ کیا جائے۔ مسلم و کافر میں امتیاز نہ کیا جائے مثلاً ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آیا جائے۔ مثلاً سینکڑوں اخلاقی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک دو مثالیں دوں گا۔ مثلاً یہ نہیں کہا کہ صرف مسلمان پر افترا مسلمان نہ کرے۔ یہ کہا ہے کسی انسان پر بھی افترا نہیں کرنا۔ کسی پر تہمت نہیں لگانی۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم کوئی امتیاز اور فرق نہیں ہے۔ پس جو اخلاقی طاقتیں ہیں، ان کا جو استعمال ہے ان کا جو مظاہرہ ہے وہ ایک نمونہ ہے ہمارے سامنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس نمونہ کے مطابق ہماری طاقتوں کا مظاہرہ ہونا چاہیئے یعنی مسلم و کافر کے درمیان کوئی امتیاز کئے بغیر ہم ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے اور ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے والے ہوں۔

وَجَاهِدُوْا اپنے نفسوں کی تربیت کے لئے انتہائی کوشش کرو۔ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اس آیت میں آیا ہے یعنی ایسی کوشش کہ جس کو خدا تعالیٰ کی نگاہ بھی صحیح اور حقیقی کوشش سمجھے۔

دوسرا جہاد جو بیان ہوا وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جب ایک مومن، ایک مسلم، ایک مقرب الٰہی خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کو حاصل کرنے والا مسلمان دیکھتا ہے تو اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ مجھے ملیں اور دوسرے کو نہیں ملیں بلکہ اس بات پر رنجیدہ ہوتا ہے کہ جو لوگ دائرہ اسلام سے باہر ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور خدا تعالیٰ کی ان رحمتوں سے، اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں، اپنے تعصب کے نتیجہ میں، اپنے تکبر کے نتیجہ میں محروم ہو رہے ہیں اور اس کے دل میں یہ جوش ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اس حسین تعلیم کو ان تک پہنچائے اور اسلامی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک ہر قوم اور ہر خطہ تک پہنچانے میں اپنی قوت اور اپنا وقت اور اپنا مال اور دولت خرچ کرنے کی خواہش رکھتا ہو اور جب موقع ملے وہ ایسا کرے بھی۔

پس یہ جو اشاعتِ حسن اسلام ہے، جسے تبلیغ بھی کہتے ہیں۔ جسے ہم تربیت کا نام بھی دیتے ہیں اس دائرہ کے اندر رحمۃ للعالمین کی رو سے سارے عالم کو شامل کرنا اور پھر جہاد کرنا جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ یہ جہاد کا حق اس طرح ادا ہوتا ہے اس دائرہ میں۔

اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ جو صداقت ہے اور حق ہے۔ اگر حق وصداقت کا مخالف حق کو مٹانے یا کمزور کرنے کے لئے منصوبہ بنائے تو اس منصوبہ کو ناکام کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر دی جائے۔ یہ تیسری قسم کا جہاد ہے۔ پس جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ میں یہ سارے شامل ہو گئے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم حقوق اللہ ادا کرو گے، حقوق العباد ادا کرو گے، اگر تم ہر ایک سے بھلائی کرو گے، اگر تم جہاد ہر سہ معنی میں کرو گے تو تم قربِ الٰہی حاصل کرو گے۔ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤ گے اور جس شخص میں یہ ساری باتیں پائی جائیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ دعویٰ کرنا آسان ہے عمل کرنا بھی اتنا مشکل نہیں لیکن مقبول اعمال کا ہونا، یہ انسان کی طاقت میں نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر منحصر ہے۔ وہ جن کے اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور ان کو اپنا مقرب بنا لیتا ہے هُوَ اجْتَبٰىكُمْ۔ آگے فرمایا سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ تمہیں اس حالت میں اس نے مسلمان کا نام دیا۔

پس یہاں جس مسلمان کا ذکر ہے وہ وہ مسلمان ہے جو ایک اور اصطلاح اور محاورہ کے

مطابق ہم کہیں گے ثمرات اسلام حاصل کرنے والا ہے۔ قرآن کریم سچے مومن کے لئے بشارتوں سے بھرا پڑا ہے اور انہی کے حق میں وہ بشارتیں پوری ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاتے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاتے ہیں وہ مسلمان ہیں جو ثمراتِ اسلام حاصل کرنے والے ہیں اور هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:۷۹) پھر آگے یہاں یہ فرمایا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کریم تمہارے اوپر جرح کرے گا کہ میرے اس حکم کو تم نے رد کر دیا۔ میرے اس حکم کو تم نے رد کر دیا۔ میرے اس حکم کو تم نے ردّ کر دیا۔ اس کی وہ جواب دہی ہوگی۔ یہاں یہ فرمایا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ جواب طلبی کرے گا۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ گواہی دے گا کہ اس شخص نے اپنی تمام قوتوں کی نشوونما اور ان کے استعمال کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوشِ قدم کی تلاش کی اور ان پر چلا اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی بشارتوں کے نتیجہ میں اپنی بڑی عظمتوں کے ساتھ یعنی جو فضل اور رحمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، وہ بہت بڑی عظمتوں والی تھیں۔ کوئی دوسرا انسان تو ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا لیکن ہر شخص اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو وہ شخص حاصل کرسکتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہو اور اسی کو اسلامی اصطلاح ثمراتِ اسلام کہتی ہے۔

خدا تعالیٰ مددگار ہے ضرورت کے وقت۔ خداغموں کو دور کرنے والا ہے ابتلاؤں کے وقت۔ خدا دولت میں برکت ڈالنے والا ہے حاجات اور فقر کے وقت۔ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمٰن:۲۱) کہ بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بڑا محروم اور قابل رحم ہے وہ دماغ جو سمجھتا ہے کہ اسلام کے ثمرات آج نہیں ملتے۔ وقت کی کوئی قید تو نہیں لگائی گئی تھی اس آیت میں اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً۔ قیامت تک ہر وہ شخص جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والا ہے، خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتا۔ تضاد ہے ان دو خیالات میں۔ حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو نمونہ ہمارے سامنے رکھا، وہ یہ تھا کہ اس صراطِ مستقیم پر چلو خدا تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے۔ جب خدا تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے تو تمہاری ضرورت، تمہاری طاقت، تمہاری صلاحیت، تمہارے مقبول اعمال کے مطابق تمہیں نتیجہ دے گا۔ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت عظیم اعمال صالحہ کے مطابق عظیم نتیجہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دے دیا۔ فرمایا هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو مسلمان کا نام دینا صرف اس ہستی کا کام ہے جو اسلام کے ثمرات دے سکے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ جو شخص استقامت سے کام لے گا اور باوفا ہوگا۔ ثباتِ قدم رکھے گا۔

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰمٓ السجدة:۳۱) ملائکہ اس کے اوپر نازل ہوں گے۔ یہ میں صرف ایک مثال آپ کو سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں۔ ہر وہ انسان جو یہ دعویٰ کرے اور ایسا کر دکھائے کہ جسے وہ مسلمان کا لقب عطا کرے اس پر فرشتوں کا نزول کروانا۔ اس کے حکم سے اس کے اوپر فرشتوں کا نازل ہو جانا، یہ اس کے اختیار میں ہوگا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا اس واسطے میرا اور تیرا کام نہیں کہ کسی کو مسلمان کہو یا یہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ یہ کام کرو۔ مقبول ہوں گے۔ مقرب بن جاؤ گے اجْتَبٰىكُمْ میں تمہیں چن لوں گا اپنے لئے، تم میرے مقرب بن جاؤ گے اور جب مقرب بن جاؤ گے پھر میں تمہیں ایک لقب دوں گا هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اور پہلی آیت کے آخر میں بھی، دوسری آیت کے آخر میں بھی انعام بتایا ہے۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ حقیقی معنی میں اس کے غلام ہو گے تو وہ اتنا پیارا آقا بنے گا کہ تمہاری عقل دنگ رہ جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنے حقیر بندہ سے اس قسم کا پیار بھی کر سکتا ہے لیکن وہ کر سکتا ہے، کرتا ہے اور کرے گا۔ وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ اور بہترین مددگار، ہر موقع پر تمہارے ساتھ کھڑے ہو کر تمہاری مدد کرنے والا اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے۔

پس دنیا میں مختلف خیال پھیل جاتے ہیں اور پھیلے ہوئے ہیں۔ احمدی سے میں اس وقت مخاطب ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ تم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرو جس مقام کی طرف یہ آیات اشارہ کر رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرو اور ہمارے بزرگوں نے بھی جو پہلے

گزرے انہوں نے بھی یہی کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیں یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی وحدانیت کو ہم سمجھیں اور کسی قسم کا کوئی شرک نہ کریں یعنی عرفانِ باری تعالیٰ کو اور اس کی عظمتوں کو سمجھنے کے بعد بس اسی کے ہو جائیں اور کسی غیر کی طرف ہماری نگاہ نہ اٹھے۔

اور حقوق العباد کے معنی یہ ہیں وَافْعَلُوا الْخَيْرَ میں حقوق العباد سے بھی آگے نکلتا ہے اسلام، رحمۃ للعالمین میں نے کئی دفعہ تفصیل سے بتایا ہے جو انسانوں سے باہر کی دنیا ہے مثلاً جانور ہیں ان کے حقوق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائے اور ان کی حفاظت کا سامان کیا۔

پس خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر قائم ہونا، معرفتِ ذات وصفات باری تعالیٰ پر منحصر ہے۔ ہر قسم کے شرک سے بچنا، ہزارہا قسم کے شرک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں گنوائے ہیں۔ وہ آپ پڑھیں اور اس قسم کے شرک سے بچیں۔ اگر آپ ایسا کرلیں اور اعمال مقبول ہوں تو اللہ تعالیٰ منتخب گروہ میں تمہیں شامل کرے گا اور اس کی نگاہ میں تم مسلمان ہو جاؤ گے اور ثمراتِ اسلام حاصل کرنے والے ہو گے اور دنیا کی کوئی طاقت، دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ان ثمراتِ اسلام سے تمہیں محروم نہیں کر سکیں گی اور اس کے بعد پھر تمہیں کسی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے اگر تم اس عظمت کو سمجھنے لگو۔ ہر ایک کا احترام کرو، تمہیں جو لوگ گالیاں دیتے ہیں ان کے لئے دعائیں کرو، جو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرو وَافْعَلُوا الْخَيْرَ میں یہ ساری چیزیں آئی ہوئی ہیں لیکن جو خدا تعالیٰ سے تمہیں ملے گا وہ ہر دوسری شے سے تمہیں غنی کر دے گا۔ تمہیں اس کی احتیاج نہیں رہے گی۔

خدا کرے کہ آپ اپنے مقام کو سمجھیں اور خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ ایسے اعمال کرنے والے ہوں کہ جن اعمال کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے یعنی وہ مقبول ہوں۔ خدا کو وہ پیارے ہوں۔ جس کے نتیجہ میں خدا آپ کے قرب میں آنے میں یعنی آپ کے قریب آنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے کیونکہ وہ پاک ہے اور غیر پاک کے پاس اصطلاحی زبان ہے ویسے تو وہ ہر جگہ ہے۔ اصطلاح میں ہم کہتے ہیں وہ پاک ہے، پاک کو پسند کرتا ہے، پاک ہی کو اس کا قرب ملتا ہے۔

ہمیں ثمراتِ اسلام مل رہے ہیں۔ کثرت سے مل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جو وہ دے رہا ہے وہ ہمارے اعمال کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ ناشکرے نہ بنیں، غیروں کی تقلید نہ کریں، دوسروں کے گند میں نہ پھنسیں، اپنی نسلوں کی عزت واحترام کی حفاظت کا سامان پیدا کریں۔ باہر آپ کے لئے کمائی کے دروازے کھلے ہیں۔ وہاں جا کے بعض گند میں دھنس جاتے ہیں۔ اس سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں ہماری نسل کی زندگی میں اسلام ساری دنیا میں غالب آ جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہر انسان بھیجنے لگے سوائے چند استثنیٰ کے۔

اللہ تعالیٰ اس میں ہمیں کامیاب کرے اور اپنے فضلوں کا ہمیں وارث بنائے۔

یہ میں بتا دوں کہ آپ جا کے خود غور کریں۔ ان دو آیات میں بہت بڑا مضمون ہے۔ میں نے بڑا مختصر ایک قسم کے عنوان ہی یہاں آپ کو بتائے ہیں۔ خود جا کر غور کریں اس پر۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)

۞۞۞